سزائے موت

بنو امیہ کے دورِ خلافت میں محمد بن علی ایک بڑے عالم تھے۔ یہ قرطبہ میں جج کے عہدہ جلیلہ پر فائز تھے۔ عام و خاص انکی بڑی تعظیم کیا کرتے تھے' خلیفہ بھی ان سے عقیدت رکھتا تھا کیونکہ یہ پوری سلطنت کے قاضی القضاۃ تھے' ایک دن دربار لگا ہوا تھا۔ سلطنت کے اراکین امراء و خواص سب حاضر تھے خلیفہ بھی تشریف فرما تھے۔ خلیفہ نے حکومت کے سرکاری جج محمد بن علی کو اپنی خوشی سے ایک جاگیر عطا کرنے کا حکم دیا لیکن محمد بن علی نے یہ کہتے ہوئے جاگیر قبول کرنے سے انکار کر دیا کہ خدا نے میری ضرورت کے لئے مجھے کافی دیا ہے' مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے۔ خلیفہ اس وقت خاموش رہے چند روز بعد وہ جاگیر ان کے بیٹے عبداللہ کو عطا کر دی تو قاضی صاحب نے خلیفہ سے منت و سماجت کی کہ وہ جاگیر عبداللہ کو نہ دی جائے وہ اچھے نوجوان ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ دولت پاکر برائی میں پھنس جائے اور نیکی کی راہ چھوڑ بیٹھے لیکن بادشاہ کے حکم سے جاگیر عبداللہ کے حوالہ کر دی گئی۔ عبداللہ جاگیر کا انتظام سنبھالنے کیلئے قرطبہ سے چل پڑے۔ عبداللہ جوان بھی تھے' خوبصورت بھی اور ساتھ ہی صاحبِ دولت و ثروت بھی۔ عبداللہ اس امتحان میں کامیاب نہ نکلے' ان کا قدم پھسل گیا' دنیاوی عیش و عشرت کے شکار ہو گئے اور اسپین کی ایک خوبصورت عیسائی لڑکی عذرا کے عشق میں گرفتار ہو گئے' لڑکی بھی انہیں چاہتی تھی' وہ اپنے خاندان والوں سے فرار ہو کر عبداللہ کے پاس آ گئی' اس کا سارا خاندان عبداللہ کا دشمن ہو گیا۔ انہوں نے یہ طے کیا کہ عبداللہ کو قتل کر ڈالیں' عبداللہ نادم ہونے کے بجائے انکے مقابلہ کیلئے کمربستہ ہو گئے اور ایک دن موقع پاکر عذرا کے باپ کو قتل کر ڈالا۔ اس قتل پر سپاہیوں نے بڑا شور مچایا' عبداللہ کو گرفتار کر لیا گیا اور یہ سنگین مقدمہ حکومت کے اعلیٰ جج محمد بن علی کے پاس فیصلے کیلئے بھیجا گیا۔ یہ مقدمہ معمولی مقدمہ نہ تھا۔ سارے اندلس والے اس مقدمہ سے دلچسپی لے رہے تھے۔ آخری فیصلہ کے دن لوگوں کا بڑا ہجوم تھا' عدالت میں تل رکھنے کی جگہ نہ تھی۔ رجب کی ۲۵ تاریخ تھی' عبداللہ سامنے کھڑا تھا۔

قاضی صاحب نے سر اٹھایا اور عبداللہ سے پوچھا کہ تم اس مقدمہ کے بارے میں کیا کہنا چاہتے ہو' عبداللہ نے جواب دیا۔ اے میرے محترم باپ' ابھی وہ اتنا ہی کہنے پائے تھے کہ قاضی صاحب نے بڑی گرجدار آواز میں ڈانٹا اور کہا کہ یہاں تم اپنے باپ سے باتیں کرنے کیلئے نہیں لائے گئے ہو' یہ کمرہ عدالت ہے' یہاں قرابت کے الفاظ مت استعمال کرو۔ اس پر عبداللہ نے بڑی عاجزی سے کہا کہ قاضی صاحب میں عدالت سے رحم کی درخواست کرتا ہوں۔

جواب میں قاضی صاحب نے بلند آواز میں فرمایا کہ اسلام کے قانون میں چھوٹے بڑے سب برابر ہیں۔ آخری نبی جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کا ارشاد ہے: والذی نفسی بیدہ واللہ لو ان فاطمة بنت محمد سرقت لقطعت یدھا۔ (مسلم)

"یعنی خدا کی قسم اگر میری لاڈلی بیٹی فاطمہؓ بھی چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔" قاضی صاحب نے تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا۔ "میں بھی اللہ کا کمترین بندہ ہوں اور اسکے رسول کا ادنیٰ ترین خادم ہوں اگرچہ میرے دل میں میرے اکلوتے بیٹے عبداللہ کی بے حد محبت ہے لیکن میں عدل و انصاف کے خلاف نہیں کرتا۔ اللہ نے قرآن میں خون کا بدلہ خون دیا ہے چونکہ عبداللہ پر قتل کا الزام ثابت ہو چکا ہے اسلئے میں اس جرم کی پاداش میں سزائے موت سناتا ہوں۔ مگر یہ کہ مقتول کے وارث خون بہا لینے پر راضی ہوں۔ مقتول کے وارثوں نے خون بہا لینا منظور نہیں کیا۔ لہٰذا فیصلہ کے مطابق عبداللہ کو سزائے موت دیدی۔